رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر کے

کاروباری امور

متعلق خط و کتابت بنام

مینیجر ہو

فہرست مضامین

ایڈیٹر :- غلام نبی ٭ اسسٹنٹ :- مہر محمد خاں ۔

نمبر ۱۲ | مورخہ ۱۱ اگست ۱۹۲۱ء | پنجشنبہ | مطابق ۶ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ | جلد ۹

مدینۃ المسیح

جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب (مولوی فاضل) نے روزانہ مہمانخانہ میں بعد از نماز صبح قرآن کریم کا درس دینا شروع کیا ہے۔ جس سے مہمان اور دوسرے اصحاب مستفیض ہوتے ہیں۔

ہفتہ زیر رپورٹ میں ۹ نئے مہمان تشریف لائے۔

محترمہ سکینۃ النساء صاحبہ نور ہسپتال میں زنانہ وارڈ بنانے کے متعلق مرکزی مستورات میں چندہ کی تحریک کر رہی ہیں۔

اب کے موسم برسات میں پنچایت کا انتظام صفائی پہلے کی نسبت بہت اچھا ہے۔ جس کے لئے ہم کارکن اصحاب کی تعریف کرتے ہیں۔ اور امید رکھتے ہیں۔ کہ اس بارے میں وہ اور زیادہ توجہ کرینگے ٭

نظم

مسلمانوں کی حالت

کام جو کرنے کا تھا ہم بس وہی کرتے رہے

اور جو کرنا نہ تھا ہم کو وہی کرتے رہے

غفلتوں میں سستیوں میں شوخیوں میں ہم طرح

عمر ضائع ہم خطاؤں میں یونہی کرتے رہے

رحمتیں ہم پر ہوئیں مولیٰ کی بے حد و حساب

آہ! ہم کفرانِ نعمت ہر گھڑی کرتے رہے

رہنما ہم کو دیا ایسا کہ جو فخر الرسل

گمرہوں کی ہی مگر ہم پیروی کرتے رہے

اپنے مولیٰ کی نہ مانی ایک بھی ہم نے کبھی

اس کے حکموں سے ہمیشہ سرکشی کرتے رہے

دین کی اپنے اشاعت تو بھلا کرنا تھی کیا

حامیانِ دیں سے اُلٹا دشمنی کرتے رہے

دشمنوں نے کر دیا اسلام کو پامال ہائے

اور ہم واحسرتا تن پروری کرتے رہے

چھوڑ کر سنت نبی کی ہم ہوئے رسوا و خوار

ٹھوکریں کھا کھا کے بھی ہم کجروی کرتے رہے

عاقبت کا بھی کبھی اپنی نہ آیا کچھ خیال

ہائے بدبختی کہ اور وں پر ہنسی کرتے رہے

آئیگی کس کام دولت اس جہاں کی حشر میں

گو یہاں قارون کی بھی ہمسری کرتے رہے

دیکھنا یہ ہے کہ ہم کو حشر میں ملتا ہے کیا

لیگ اقوامی کی ما نا ممبری کرتے رہے

دین و دنیا کھو کے اب بیٹھے ہیں یہ ہم صفر الیدین

اپنے ہاتھوں ہی ہم اپنی دشمنی کرتے رہے

غیر سے ہم نے بگاڑی اسکو غیر خود
دوستوں سے نفس کی خاطر بدی کرتے رہے

اب بھی کچھ بگڑا نہیں ہے ہوش آجائے اگر
بے وقوفی سے یہ سچ ہے خودسری کرتے رہے

رحمت حق گود میں لینے کو پھر تیار ہے
کیا ہوا گر جہل سے ہم سرکشی کرتے رہے

دیکھنا کس پیار سے آغوش میں لیتا ہے وہ
کیا ہوا گستاخیاں گر ہم بڑی کرتے رہے

آؤ چل کر اس مسیحا کی قدم بوسی کریں
پھیر کر منہ جس سے اپنا بے رخی کرتے رہے

درد

اخبار احمدیہ

مغربی افریقہ میں احمدیت

مسٹر عبدالرحمن صاحب پیڈرو سالٹ پانڈ (مغربی افریقہ) سے اپنی ایک چٹھی میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی خدمت میں لکھتے ہیں۔ اب یہاں احمدیوں کی تعداد چار ہزار سے بھی زیادہ ہو گئی ہے۔ فالحمد للہ علی ذالک یہاں ہمارا ارادہ بہت سے سکول کھولنے کا ہے جن میں عربی اور انگریزی کی تعلیم دی جائیگی۔ تا کہ ان سکولوں کے فارغ التحصیل طلباء دین کی اشاعت کے اہم کام سرانجام دینے کے قابل ہو جائیں۔

کوالفنا ر لیشیس

حافظ صوفی غلام محمد صاحب بی اے اپنے ایک خط میں جو حضرت خلیفۃ المسیح کے نام ہے۔ لکھتے ہیں۔ میری صحت اب بحال ہو رہی ہے۔ لیکن چند روز سے خارش کی شکایت ہے۔ ۲۲ جون ایتوار کے دن آریہ سماج کا ایک خاص جلسہ ہوا۔ سماج نے ہم کو بھی مدعو کیا۔ اور مجھے پندرہ منٹ بولنے کے لئے دئے۔ میں نے اپنی تقریر میں بتایا کہ انسان کی غرض پیدائش کیا ہے۔ خدا کا گیان کیسے حاصل ہو سکتا ہے۔ سلسلہ الہام بند نہیں ہوا۔ اس زمانہ کے مرسل حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہیں۔ جو مختلف موعودہ کے مصداق تھے۔ ان کے بعد ایک آریہ پنڈت نے یہ سمجھ کر میری تائید کی کہ گیتا میں لکھا ہے کہ جب دنیا میں بے دینی پھیلتی ہے۔ تو خدا مصلح بھیجتا ہے۔ اگر اس زمانہ کے مصلح مرزا غلام احمد ہیں۔ تو ہم مولوی صاحب کو مبارکباد کہتے ہیں۔ اس کا اثر حاضرین پر خدا کے فضل سے بہت اچھا ہوا۔

جب سے حضور نے مجھے اپنے نام سے حضور کی بیعت میں داخل کرنے کی اجازت فرمائی ہے۔ اس کے بعد دو نوجوانوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ (۱) رمضان سجانی تربوے (۲) ابن پیر بخش روز ہیل سینٹ پیر۔

مستحق درخواست کریں

بابو فضل احمد صاحب ہیڈ کلرک علاقہ کیمل پور مری حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی صحت کی خوشی میں ایک پرچہ الفضل اور ایک ریویو اردو کسی غریب بھائی کے نام جاری کرانا چاہتے ہیں۔ جو صاحب اپنے آپ کو مستحق سمجھتے ہوں۔ ایڈیٹر کے نام درخواست بھیج دیں۔

اگر دوسرے احباب بھی ان کی تقلید کریں۔ اور خوشی اور مسرت کے موقع پر غرباء اور غیر احمدیوں کے نام اپنی طرف سے اخبار جاری کرا دیں۔ تو جہاں انہیں ثواب حاصل ہوگا۔ وہاں اخبار کی اشاعت بھی بڑھ جائیگی

درخواست دعا

سب بزرگوں اور بھائیوں کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ خاکسار کی اہلیہ عرصہ سے بیمار ہے۔ اس کی صحت کے لئے اللہ دعا فرما دیں۔ خاکسار لقا محمد مدرس مدرسہ بہادو

نماز جنازہ

خاکسار کا ماموں چودھری اردو خان صاحب احمدی چک نمبر ۳۴ ضلع سرگودھا فوت ہو گیا ہے۔ احباب نماز جنازہ پڑھیں۔ احقر غلام احمد کھتووالی ضلع لائل پور

۲ اگست بروز منگوار مولوی غلام فرید بی اے کی ہمشیرہ فوت ہو گئی ہے۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں۔ بشیر علی احمدی کنجاہ۔

میرا برادر جلال الدین احمدی بکھ میسرور ضلع سیالکوٹ فوت ہو گیا ہے۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں۔ عبدالواحد جلوائی از گوجرہ

توبہ نامہ

بحضور خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ خاکسار جھاوریاں ضلع شاہ پور کا باشندہ ہے میں نے پہلے حضرت اقدس مرزا صاحب مسیح موعود و مہدی معہود کی حیات میں بیعت کی تھی۔ اظہار بیعت پر گاؤں کے لوگوں نے میرے برخلاف شور و غل شروع کیا۔ جنہوں نے ایک مولوی صاحب کو مباحثہ کیلئے بلایا تھا۔ جنہوں نے ہمارے گاؤں کی مسجد میں داخلہ کیا قریباً تین چار سو آدمی سامع تھے۔ اور ایک مولوی کو مباحثہ کیلئے بھی چیلنج دیا۔ لیکن وہ گریز کر گیا۔ یہ تمام حالات اسوقت میں نے حضرت اقدس مسیح موعود کی خدمت میں تحریر کر دیئے تھے۔

بیعت کرنے کے بعد دس سال تک میں گاؤں کے ساتھ مقابلہ کیا اور اللہ تعالے کے فضل سے میں اس عرصہ میں احمدی رہا۔ لیکن اپنی بدقسمتی سے جبکہ لاہوری پارٹی علیحدہ ہوئی۔ اسوقت میری خیالات منتشر ہو گئے اور میں نے اخبار الفضل بند کرا دیا۔ اور غیر احمدیوں کے ساتھ مل گیا لیکن مسیح موعود کی عزت اور ان کا حق بجانب ہونا دل پر اظہر من الشمس تھا۔ لیکن اطمینان قلب نہ تھا۔ اسی طرح پانچ سال منکرین مسیح موعود کے ساتھ اپنی بدبختی کی وجہ سے گذارے۔ اب ۱۲ جولائی کو کیمل پور ایک کام کیلئے آیا۔ اور وہاں نشست و برخاست احمدیوں کے ساتھ ہوئی۔ ملا حیات بخش احمدی نائب مدرس پرائمری سکول کیمل پور۔ حکیم محمد بخش احمدی صدر بازار کیمل پور دس دن تک ان سے گفتگو ہوتی رہی۔ ان ہی دنوں میں ایک دفعہ غیر احمدیوں کا میرے اور ان کے ساتھ چند ایک باتوں پر مقابلہ ہوا۔ جس پر غیر احمدیوں نے بغیر خاموشی کے کچھ چارہ نہ دیکھا۔ الحمد للہ کہ جو بے اطمینانی دل میں تھی۔ وہ رفع ہو گئی۔ اب میں سچے دل سے سابقہ قصور سے توبہ کرتا ہوں اور آئندہ کیلئے بموجب دس شرائط بیعت اقرار کرتا ہوں کہ ان پر عمل کرونگا۔ نہایت عاجزی سے استدعا ہے کہ میرے مرتد ہو جانے کا قصور معاف فرما دیں۔ اور خاکسار کو اپنے غلاموں میں سے ایک ادنیٰ غلام شمار فرما دیں اور ساتھ ہی اس بندہ پر تقصیر کیلئے دعا فرما دیں کہ خدا تعالیٰ توفیق بخشے۔ کیونکہ تقریباً پانچ ہزار کی آبادی کے ساتھ میرا مقابلہ ہے۔

بیعت کنندہ۔ خاکسار حافظ عبدالکریم از جھاوریاں ضلع شاہ پور

حضرت خلیفۃ المسیح کا جواب: حضور نے لکھا یاد ہے بیعت کا خط پہنچا۔ اللہ تعالیٰ پچھلے گناہ معاف فرمائے اور آئندہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دار الامان - ۱۱ اگست ۱۹۳۱ء

خلافت ٹرکی اور زمیندار

(نمبر ٢)

"زمیندار" نے اپنے ایک گذشتہ پرچہ میں سلطان ٹرکی کو خلافت سے جواب دیتے ہوئے جہاں یہ لکھا تھا کہ "چونکہ وہ اتحادیوں کے جنگی جہازوں کی زد میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ لہذا بروئے شرع تا زمانہ اسیری ان کی خلافت ساقط ہے" وہاں مسند خلافت مصطفےٰ کمال پاشا کو سپرد کرتے ہوئے اپنی بارگاہ تقدس سے حسب ذیل فرمان بھی جاری کر دیا تھا کہ "ہمیں تو صرف خلافت اسلامیہ کے قیام اور اماکن مقدسہ کے احترام سے مطلب ہے۔ ان کی بحالی کے لئے جو طاقت سب سے زیادہ کوشاں ہے۔ اور جس کی طرف تمام دنیائے اسلام امید و احترام کی نگاہوں سے دیکھ رہی ہے۔ وہی طاقت ہمارے نزدیک عملاً خلافت اسلامیہ ہے۔"

اس کے متعلق ہم نے دریافت کیا تھا۔ کہ اگر "خلافت اسلامیہ" کسی ایسی طاقت کی طرف منتقل کی جا سکتی ہے۔ جو خلافت اسلامیہ کے قیام اور اماکن مقدسہ کے احترام" اور ان کی بحالی کے لئے زیادہ کوشاں ہو۔ تو کیا کسی وقت مسٹر گاندھی کی [illegible] کے متعلق [illegible] نہیں سمجھا جائے گا کہ یہی طاقت ہمارے نزدیک [illegible] خلافت اسلامیہ ہے"۔ کیونکہ مسٹر گاندھی بھی قیام خلافت اور اماکن مقدسہ کی بحالی کو اپنا فرض بتاتے اور اس کے لئے کوشاں ہونے کے مدعی ہیں اور مسلمان بھی ان کے متعلق یہی یقین رکھتے ہیں

اور اسی وجہ سے ان کی پیروی کر رہے ہیں"۔ "زمیندار" نے بہت کچھ پیچ و تاب کھانے اور سب عادت بہت سے کام لینے کے بعد اس کا جو جواب دیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ:۔

"اگر مہاتما گاندھی کوئی مسلمان حکمران ہوتے۔ اگر ان کی حکومت کو سیاسی اعتبار سے تمام دول اسلامی پر فوقیت حاصل ہوتی۔ اور اگر ان کی خلافت پر اجماع امت ہو جاتا۔ تو ان کے بھی خلیفہ ہونے میں کسی مسلمان کو اعتراض کی گنجائش نہ ہوتی"۔ (۲ اگست ۱۹۳۱ء)

اگرچہ "زمیندار" نے مصطفےٰ کمال پاشا کو "خلافت اسلامیہ" تفویض کرتے ہوئے ان شرائط کی کوئی تصریح نہ کی تھی۔ جو اسے مسٹر گاندھی کے معاملہ میں گھڑنی پڑی ہیں۔ تاہم اب بھی اگر وہ یہ ثابت کر سکے کہ مصطفےٰ کمال پاشا میں یہ باتیں پائی جاتی ہیں۔ تو ہم مسٹر گاندھی کو خلافت سپرد کرنے کے عذرات کو منظور کر لیں گے۔

شرعی اعمال اور افعال سے قطع نظر کر کے مان لیا کہ وہ مسلمان کہلاتے ہیں۔ لیکن کیا ان کی چند روزہ حکومت کو "دولت خدا داد افغانستان" پر بھی "زمیندار" فوقیت دیتا ہے۔ اور اس بات کا بھی ثبوت دے سکتا ہے۔ کہ "انکی خلافت پر اجماع امت ہو گیا"۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو صاف ظاہر ہے کہ ہمارے سوال کے جواب میں مسٹر گاندھی کے متعلق اگر "اگر" لگا کر اس نے جو شرائط تجویز کی ہیں۔ وہ محض دفع الوقتی کے لئے ہیں۔ اور ہمارا سوال جوں کا توں قائم ہے۔

مصطفےٰ کمال پاشا کی خلافت کا "زمیندار" نے اقرار اس بنا پر کیا تھا کہ وہ خلافت اسلامیہ کے قیام اور اماکن [illegible] کے لئے کوشش [illegible] اگر ان سے بڑھ کر کسی اور میں یہ بات پائی جائے تو "زمیندار" کا فرض ہے۔ کہ خلافت اسلامیہ اس کے حوالے کرے۔ مسٹر گاندھی جس بلند آہنگی سے خلافت اسلامیہ کے قیام اور اماکن مقدسہ کے احترام کے لئے کوشاں ہونے کے مدعی ہیں۔ اس کو "زمیندار" [illegible] ناواقف نہیں۔ [illegible] بلکہ

اسی وجہ سے وہ مسٹر گاندھی کی پیروی کو اپنا اور دوسرے مسلمانوں کا فرض قرار دیتا ہے۔ اور یہاں تک خیال کرتا ہے۔ کہ اس مسئلہ کو مسٹر گاندھی کسی موقع پر نظر انداز کر ہی نہیں سکتے۔ چنانچہ جب گذشتہ ایام میں حضور وائسرائے ہند سے مسٹر گاندھی کی گفتگو کے متعلق یہ کہا گیا کہ انہوں نے اپنی گفتگو میں مسئلہ خلافت کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ تو "زمیندار" نے خاص طور پر اس کی تردید کرتے ہوئے یہ لکھا کہ:۔

"مہاتما گاندھی جیسے عظیم الشان انسان سے یہ کیسے توقع ہو سکتی ہے۔ کہ وہ وائسرائے کے سامنے خلافت جیسے ضروری مسئلہ کے متعلق ایک لفظ نہ بولیں"۔ (زمیندار ۲۲ مئی)

پس ایک طرف "خلافت ٹرکی" کے استحکام اور مقامات مقدسہ کے احترام کے متعلق مسٹر گاندھی کے بڑے بڑے دعاوی اور ان پر "زمیندار" کا حد سے بڑھا ہوا اعتماد اور بھروسہ دیکھ کر اور دوسری طرف یہ خیال کر کے کہ مصطفےٰ کمال پاشا نے آج تک نہ تو خلافت ٹرکی اور مقامات مقدسہ کے متعلق مسٹر گاندھی سے بڑھ کر نہیں تو ان کی طرح کا ہی کوئی دعویٰ پیش کیا ہے۔ اور نہ "زمیندار" نے مسٹر گاندھی کے مقابلہ میں مصطفےٰ کمال پاشا کی پیروی کو اپنے اور دوسرے مسلمانوں کے لئے ضروری قرار دیا ہے۔ اس لئے یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ مصطفےٰ کمال پاشا کی نسبت مسٹر گاندھی کی ان کوششوں پر زیادہ اعتماد رکھتا ہے۔ جو وہ خلافت ٹرکی کے استحکام اور مقامات مقدسہ کے احترام کے لئے کرنے کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ ورنہ اگر ایسا نہیں۔ اور "زمیندار" کے نزدیک "خلافت اسلامیہ" اور مقامات مقدسہ کے متعلق سب سے زیادہ کوشاں مسٹر گاندھی نہیں بلکہ مصطفےٰ کمال پاشا ہیں تو وہ خود کیوں مسٹر گاندھی کی پیروی کو چھوڑ کر مصطفےٰ کمال پاشا کے پیروؤں میں شامل نہیں ہوتا۔ اور کیوں اس امر کی تحریک دوسرے مسلمانوں میں نہیں کرتا۔ کہ مصطفےٰ کمال پاشا کو چھوڑ کر مسٹر گاندھی کے پیچھے اس لئے [illegible] کہ وہ خلافت ٹرکی کے استحکام اور مقامات مقدسہ

کے احترام کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ تاتا ہے کہ انہی کی طاقت اس کے نزدیک سب سے زیادہ کوشاں ہے۔ اور جب یہ صفت مسٹر گاندھی میں مصطفےٰ کمال پاشا کی نسبت بدرجہ اتم پائی جاتی ہے۔ تو پھر خلافت ان کے سپرد کرنے میں "زمیندار" کو کیا عذر ہو سکتا ہے۔ رہی یہ بات کہ اس سوال کو اٹھا کر الفضل نے "مسلمانوں کی خلافت مقدسہ کی شدید توہین کی ہے" اس کے متعلق ہم اتنا ہی کہنا چاہتے ہیں۔ کہ اگر مسلمان حصول خلافت کے لئے مسٹر گاندھی کو اپنا امام منتخب کر سکتے ہیں۔ تو ان کے ذریعہ حاصل شدہ خلافت کو انہی کے سپرد کر دینے کا مشورہ دینے سے توہین کس طرح ہو سکتی ہے۔ اور پھر ایسی صورت میں جبکہ زمیندار کے نزدیک "خلافت" کے لئے جن صفات کی ضرورت ہے۔ وہ سب سے بڑھ کر انہی میں پائی جاتی ہیں۔

زمیندار کا عذر گناہ

زمیندار کو حال ہی میں جب قابل اعتراض مضامین کی بناء پر گورنمنٹ نے سرزنش کی۔ تو اس نے حریت و آزادی کے تمام دعاوی کو بالائے طاق رکھ کر اس حکومت کے متعلق جسے وہ "شیطانی حکومت" قرار دیتا ہے یہ لکھ دیا کہ "ہم تو دل سے چاہتے ہیں کہ تمام دنیا میں انگریزی انصاف کا سکہ چلے۔" اور اس کے ساتھ ہی آئندہ محتاط رہنے کا اقرار کیا۔ لیکن جیسا کہ "وکیل" نے لکھا ہے۔ زمیندار کی شروع سے یہ ایک نمایاں خصوصیت رہی ہے کہ "صبح کو شاہ انگلستان کا کلمہ پڑھتا ہے۔ اور شب کو اس سے توبہ کر لیتا ہے۔" اب بھی اس نے ایسا ہی کیا۔ اور اپنے ۱۴ اگست کے پرچہ میں ایک ایسا مضمون شائع کیا۔ جس سے بعض ذمہ وار حکام پر سخت خطرناک الزام عائد ہوتے ہیں اور جن کے متعلق گورنمنٹ زمیندار سے بازپرس کرنے کا جائز حق رکھتی ہے۔ یہ بات زمیندار کو بھی کھٹک گئی۔ اور اس نے جلدی ہی اپنے جرم پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی۔ لیکن اس کوشش میں اسے کہاں تک کامیابی ہوئی ہے۔ اس کا اندازہ ناظرین ذیل کی سطور سے لگا سکتے ہیں:۔

زمیندار میں اس وفد کے متعلق جسے حکام سرحد نے اپنے علاقہ میں داخل ہونے سے روک دیا تھا۔ لکھا ہوا تھا کہ:۔

"حکومت سرحد یہ بھی جانتی ہے کہ وفد کی آمد سے بہت سے رازہائے سربستہ کا انکشاف ہوگا۔ آئندہ حکومت کے پولیٹیکل فنڈ کو اپنے ذاتی مصارف میں استعمال کرنے کا موقع نہ مل سکیگا۔ نہ مانگے نذرانے وصول کرنے میں دقت واقع ہوگی۔ کوئی بے عنوانی نہ ہو سکیگی اور نہ مطلق العنانی سے کام لیا جا سکیگا"

پھر لکھا تھا:۔

"گویا یہ باتیں بجائے خود بہت کافی اہمیت رکھتی ہیں۔ مگر اصل اور اہم ترین وجہ جو حکومت سرحد کو رہبران قوم کے سرحد میں داخلہ کی ممانعت پر مجبور کر رہی ہے۔ یہ ہے۔ کہ وہ آئے تو ڈاکوں کا سر مخفی اور راز پنہاں الم نشرح ہو جائیگا اور عوام پر واضح ہو جائیگا۔ کہ ڈاکے ڈلوانے میں زیادہ تر کونسا ہاتھ کام کر رہا ہے اور پس پردہ کونسی مصلحت کارپردازی کر رہی ہے۔"

(۱۴ اگست ۱۹۲۱ء)

مذکورہ بالا سطور میں جو کچھ کہا گیا ہے بالکل صاف ہے۔ اس پر پردہ ڈالنے کے لئے "زمیندار" نے جو جالا تنا ہے۔ اور جو تار عنکبوت سے بھی زیادہ کمزور ہے وہ یہ ہے:۔

"ہماری رائے میں ڈاکے ڈلوانے میں سب سے بڑا ہاتھ گرانی کا ہے۔ اور یہی "سر مخفی" اور "راز پنہاں" ہے۔ اگر [illegible] کی رعایا پر اعتماد کریں۔ اور ان کے جذبات و خواہشات کا لحاظ رکھیں۔ تو ڈاکو اپنی ناپاک اور قابل نفرین حرکتوں سے فوراً باز آجائیں۔ مگر وہ خوب جانتے ہیں کہ حکومت اور رعایا دونوں ایک دوسرے سے بیزار ہیں۔ اور ان کی اس باہمی چپقلش سے پورا فائدہ اٹھانا چاہیئے۔"

اس سے بڑھکر عذر گناہ بدتر از گناہ کی واضح مثال اور کونسی ہو سکتی ہے۔ گرانی "زمیندار" کے نزدیک جس قدر فلاکت خیز اور وہ [illegible] کے ذرائع سے عیش و عشرت منانے کے لئے کافی روپیہ حاصل ہو رہا ہے "سر مخفی" اور "راز پنہاں" ہو تو ہو [illegible] کے نزدیک ہرگز نہیں ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ کارکنان زمیندار کے دماغ پر گورنمنٹ کی معمولی سی سرزنش کا کس قدر اثر پڑا ہے اگر کسی وقت جوش جنون میں آکر ان سے کوئی حرکت سرزد ہو جاتی ہے۔ تو پھر مواخذہ کے خوف سے ان کے حواس مختل ہو جاتے۔ اور وہ بہکی بہکی باتیں کرنے لگ جاتے ہیں۔

خواجہ عباد اللہ صاحب اختر کے مضمون کا جواب

خواجہ عباد اللہ صاحب اختر اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے درمیان "اسلام اور حریت و مساوات" کے مسئلہ پر جو بحث چلی تھی۔ اس کو چونکہ خواجہ صاحب نے متنبہ کرنے کے باوجود اصولی رنگ میں نہ رہنے دیا۔ اور دوسری باتوں میں الجھ گئے اسلئے حضرت خلیفۃ المسیح نے ان کو مخاطب کرنا چھوڑ دیا اس سے ممکن ہے۔ خواجہ صاحب نے خیال کیا ہو کہ ان کے مضمون کا جواب ہی نہیں دیا جا سکتا۔ ہم انہیں مطلع کرتے ہیں۔ کہ ان کے جواب میں ایک مفصل مضمون ہمارے پاس پہنچ چکا ہے۔ جو انشاء اللہ عنقریب شائع ہونا شروع ہو جائیگا۔ اب وہ جس طرح چاہیں۔ اور جو کچھ چاہیں دل کھول کر لکھیں۔ ضرورت محسوس ہوئی تو ترکی بترکی نوٹس لیا جائے گا۔

مسٹر گاندھی کی اندھی تقلید

انگلستان کی بنی ہوئی چیزوں کے خلاف ہندوؤں نے بلکہ بعض مقامات پر مسلمانوں نے بھی [illegible] پہنے ہوئے کپڑے کو جلا کر ثابت کر دیا ہے کہ وہ مسٹر گاندھی کی تقلید [illegible] بالکل جاہلانہ رنگ میں کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کی اس درماندہ قوم کے رہنما [illegible] ہیں کہ وہ آنکھیں بند کر کے تباہی کی طرف جا رہی ہے۔ دیکھیے خودکشی کا [illegible]

اقتباس خطبہ جمعہ

اپنی زندگی کا ایک مقصد قرار دو

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالی

فرمودہ ۲۹ر جولائی ۱۹۲۱ء بمقام سرینگر

(نوشتہ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب)

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا۔

میں نے یہ بات ایک مدت سے بار بار اپنے خطبات میں بیان کی ہے کہ ہر ایک انسان کو اپنی زندگی کا ایک مقصد قرار دینا چاہیے۔ بغیر اسکے کوئی شخص اپنے کاموں میں کامیاب نہیں ہو سکتا بیشک وہ اپنی کارروائیوں پر خوش ہو جائیگا۔ مگر اصل میں کوئی نتیجہ اسکے کام کا نہ ہوگا۔ اور اسکی مثال ایک مقصد کو مدنظر رکھکر کام کرنے والے کے مقابلہ میں ایسی ہی ہوگی جیسے ایک شخص تو ارادتاً کسی جگہہ نیچے اترتا ہے مگر دوسرا پھسل کر جا پڑتا ہے۔ پہلے کا ایک مقصد تھا۔ اسمیں وہ کامیاب ہو گیا مگر دوسرے کا پھسل جانا کامیابی نہیں کہلا سکتا۔ ایسا ہی ایک وہ شخص ہے جو بستر میں دوسری کی چادر غفلت سے باندھ لیتا ہے اور اپنے اور بیگانے کی تمیز نہیں کرتا۔ دوسرا اس ارادہ سے باندھتا ہے کہ میرے ہمراہی کا اسباب محفوظ ہو جاوے ضرورت کے وقت اول الذکر تو بڑی جدوجہد کے بعد اس چادر کو اتفاقاً بستر سے نکالیگا۔ مگر دوسرا اسکو اپنی یادداشت کی بنا پر فوراً نکال لیگا۔ یہ ہر دو آدمی بلحاظ کام کے برابر نہیں ہو سکتے۔ گو وہ اپنے کام میں کامیاب نظر آتے ہیں مگر ایک کا کام قابل ملامت ہے۔ اور دوسرے کا قابل ستائش۔ ایسا ہی ایک وہ شخص ہے جو دریا میں تیرتے ہوئے اپنی مرضی کے مطابق کسی خاص جگہہ کنارہ پر جا سکتا ہے۔ اور دوسرا گو پہنچ تو وہیں جاتا ہے مگر نہ تیر کر بلکہ رو میں بہہ کر۔ ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔ یہی فرق قرآن اور ان دوسری کتابوں میں ہے جو انسانوں کی تصنیف ہیں۔ قرآن پہلے دعوے کرتا ہے کہ وہ بے نظیر ہے۔ مگر شیکسپیر اور حریری کی کتابیں یہ دعوے نہیں کرتیں۔ قرآن کی بیان کردہ باتوں کے مطابق واقعات ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ مگر دوسری کتابیں واقعات کے ماتحت ہوتی ہیں اور یہی دونوں باتیں ایک کو خدا کا کلام قرار دیتی ہیں دوسری کو انسان کا۔

قرآن نے شروع میں ہی دعویٰ کیا ہے کہ میں بے نظیر ہوں جیسا کہ فرماتا ہے۔ ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شہداءکم ان کنتم صادقین۔ مگر یہ کوئی نہ دکھلائیگا کہ شیکسپیر اور حریری نے اپنی کتابوں کے شائع ہونے سے پہلے انکو بے نظیر قرار دیا ہو۔ بلکہ کچھ مدت گذرنیکے بعد لوگوں نے انکو بے نظیر قرار دیا ہے۔ حریری نے تو اپنی کتاب کے دیباچہ میں ہی معذرت کی ہے کہ میں اس کام کے لائق نہیں بلکہ بدیع الزمان کی اقتدا میں یہ کتاب لکھتا ہوں اور اصل فضیلت بدیع کو ہی ہے۔ جسکی کہ طرز پر مینے اپنی کتاب لکھی۔ مگر قرآن خود کہتا ہے کہ میں بے نظیر ہوں اسکے مقابل کی کتاب لاؤ۔

پس ایک مقصد اور مدعا کو لیکر کام کرنے اور بے مقصد کام کرنے میں بڑا فرق ہے ایک کیلئے یہ کام عزت کا موجب ہو جاتا ہے دوسرے کیلئے ذلت کا۔ بے مقصد اور مدعا کام کرنیکی مثال ایسی ہی ہے جیسے کوئی شخص دریا میں گر پڑتا ہے۔ اسکا پار لگنا یا کنارہ پر لگنا دریا کی لہروں کے رحم پر منحصر ہوتا ہے جس جگہہ چاہیں اسے پھینک دیں۔ اب اگر ایسا شخص حسن اتفاق سے ایسی جگہہ جا لگتا ہے جہاں سے وہ آسانی سے باہر نکل سکے تو یہ اسکی کوئی بہادری نہیں ہوگی۔ وہ شخص جو مقصد قرار دیکر کام کرتا ہے اسکی چھوٹی چھوٹی باتیں بھی خوبصورت معلوم دیتی ہیں۔ ورنہ بڑے بڑے کام بھی قابل تحسین نہیں ہوتے۔ بغیر مقصد قرار دینے کے کامیابی ناممکن ہے۔ ہو سکتا ہے کہ بغیر مقصد قرار دینے کے بھی کبھی کامیابی حاصل ہو جائے۔ مگر ایسی مثالیں شاذ و نادر کے طور پر ملینگی۔ اکثر طور پر مقصد رکھنے والے ہی کامیاب ہونگے۔ قرآن نے شروع میں ہی انسان کا مقصد بتلا دیا ہے پہلی سورۃ کو خواہ قرآن کا خلاصہ کہو۔ ام الکتاب کہو۔ یا سورۃ فاتحہ کہو۔ اسمیں مقصد انسانی کو خوب واضح کر کے بیان کیا گیا ہے جیسا کہ اللہ تعالی اپنی صفات بیان کرنیکے بعد فرماتا ہے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم اے انسان تیری تمام سعی یہی ہونا چاہیے کہ ہدایت حاصل ہو جاوے اس سورت میں تو مقصد بتلایا ہے۔ اور اگلی سورتیں اسکے حصول کے طریقے اور ذرایع بیان کئے ہیں۔ مگر باوجود اسکے میں دیکھتا ہوں کہ لوگ سمجھتے نہیں اور بہت کم ہیں جو ان باتوں پر غور کرتے ہیں انکے اکثر اعمال ایسے ہوتے ہیں جیسے دریا میں کوئی چیز پھینک دیں اور وہ دریا کے رحم پر ہو کہ جہاں چاہے اسے پھینک دے۔

پس اگر اسنے کسی کو احمدی بنا دیا ہے تو یہ اسکی خوبی نہیں ہے بہت کم ہیں جنہوں نے حضرت صاحب کو بعد دلائل اور بحث مانا ہو۔ بہتوں نے ماں باپ سے سنکر مانا ہے کسی ایک نے دوستوں کے ذریعہ سے بعض نے اسبابکو دیکھکر کہ حضرت صاحب دوسرے مذاہب کا خوب مقابلہ کرتے ہیں۔ بہت کم لوگ ہیں جنہوں نے مہدویت اور مسیحیت کے دعوے کو سمجھکر مانا ہو۔ جب خدا تعالی نے اپنے فضل سے کسی کو باغ میں پہنچا دیا ہے تو اسکو چاہیے کہ فائدہ اٹھائے۔ اور اگر احمدی ہوکر مسائل کی تحقیقات کو جاری نہیں رکھتا تو نقصان سے محفوظ نہیں ہو سکتا۔ ہی مقصد کو پا سکتا ہے۔ مدعا ایک ہونا چاہیے۔ اسکے نہ ہونے کے باعث چھوٹی چھوٹی باتیں سامنے اور مقصد نظر آتی ہیں۔ اور انسان بڑے بڑے اغراض اور کامیابی سے محروم رہجاتا ہے کبھی دولت مل جاتی ہے کبھی عزت کبھی اور کوئی اچھا عمل جسمیں وہ لذت حاصل کرتا ہے۔ اگر اول مقصد اور مدعا ہو تو پھر کوئی بات رکاوٹ نہیں پیدا کر سکتی ہے۔

خطبہ جمعہ

غیبت

(از مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب)

۵ اگست ۱۹۲۱ء

میرا خیال تھا کہ آج میں اپنا وعدہ پورا کروں اور وہ مضمون بیان کروں جس کا ذکر میں نے ایک خطبہ میں کیا تھا۔ لیکن چونکہ آج ایک وفد تبلیغ باہر جانے والا ہے اور اس نے آج شام کی ٹرین پر سوار ہونا ہے۔ اسلئے دیر ہو جانے کے خیال سے میں ایفاء وعدہ کو دوسرے موقع پر انحصار رکھتا ہوں۔ ہمارے ناظر صاحب تالیف و اشاعت نے عمدہ تجویز کی ہے کہ ایک مکمل پروگرام شائع کیا ہے جسکے مطابق تھوڑے آدمیوں۔ تھوڑے وقت اور تھوڑے خرچ میں بہت سی جگہوں پر آسانی سے تبلیغ ہو جائیگی۔ اس وفد میں خود ناظر صاحب بھی ہیں۔ اللہ تعالےٰ اس کام میں برکت ڈالے۔ میں احباب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ وفد کیلئے دعا کریں۔ ہماری جماعت کا مقصد ہی تبلیغ ہے جس شخص کو تبلیغ کی توفیق ملے وہ دعاؤں کا مستحق ہے۔

اس وقت جو بات میں کہنا چاہتا ہوں وہ اس امر ہی کے متعلق ہے کہ کن باتوں کو چھوڑنا چاہیئے۔

میں نے بتایا تھا کہ خدا کی تعریف میں پہلے تسبیح ہے کہ وہ نقصوں سے پاک ہے اور پھر حمد ہے کہ خدا تمام اعلےٰ اور عمدہ صفات سے متصف ہے۔ اسلئے ایک مومن کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ وہ پہلے ان امور سے اجتناب کرے جو کہ نقائص یا عیوب ہیں۔ نقائص میں پہلی بات جو چھوڑنی چاہیئے وہ زبان کے متعلق ہے۔ وہ باتیں جو خدا کو انسان سے ناراض کرنے والی ہیں۔ انہیں سے ایک غیبت بھی ہے۔ غیبت کے متعلق ایک حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم نے فرمایا۔ کہ غیبت زنا سے بھی بُری چیز ہے۔ یہ اس شخص کا قول ہے جسکے کہنے سے ہم نے شراب کو حرام سمجھا اور جس کے فرمانے سے ہم نے سور کا گوشت چھوڑ دیا۔ ورنہ ہمارے نزدیک شراب بھی ایسی ہی ہوتی جیسی اور پینے کی چیزیں ہوتی ہیں۔ اور سور کا گوشت بھی ایسا ہی ہوتا جیسے بکری بھیڑ کا گوشت ہوتا ہے۔ پھر نبی کریم کا یہ فرمان ہے کہ غیبت ایسی بُری چیز ہے۔ کہ اور گناہ تو خدا تعالےٰ سے معافی مانگنے سے معاف ہو جاتے ہیں مگر غیبت اسوقت تک معاف نہیں ہوگی۔ جب تک کہ وہ شخص معاف نہ کرے جس کی غیبت کی گئی ہو۔ مگر باوجود اس کے کہ یہ ایسی خطرناک بات ہے پھر بھی لوگ اس میں مبتلا نظر آتے ہیں۔ اور بعض محفل کو گرم کرنے کیلئے اس کے مرتکب ہوتے ہیں۔ جو لوگ محتسب ہوں وہ اگر قاضی کے پاس ایک شخص کے متعلق رائے کا اظہار کریں تو یہ جائز ہے ایسے لوگوں کو مزکی کہا جاتا تھا اور یہ لوگوں کے حالات معلوم کرتے رہتے۔ تاکہ کوئی شریر شرارت نہ کرے۔ اسی طرح محدثین کسی راوی کے متعلق جو کچھ بیان کرتے ہیں وہ بھی حق بجانب ہیں۔ غیبت سے مراد وہ گفتگو ہے جو بے غرض محض کسی کے متعلق اسے بدنام کرنے کے لئے کی جائے۔ ایک صحابی نے آنحضرتؐ سے عرض کی کہ یا رسول اللہ اگر ہم کسی کے متعلق سچی بات کہیں تو کیا وہ بھی غیبت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم پس پشت جو سچی بات کہتے ہو۔ اور جس سے اس شخص کو رنج ہو وہی غیبت ہے ورنہ اگر جھوٹی ہو تو وہ تو افترا ہے پس یہ غلط خیال ہے کہ سچی بات غیبت نہیں ہوتی اصل میں سچی بات ہی غیبت ہوتی ہے۔ جھوٹی تو جھوٹ اور افترا ہے۔

مردوں میں بھی یہ عادت ہوتی ہے لیکن عورتوں میں غیبت کی بہت زیادہ عادت ہے قرآن میں اللہ تعالےٰ غیبت کے تعلق فرماتا ہے۔ ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ۔ (پارہ ۲۶ رکوع ۱۴) کہ ایک دوسرے کی غیبت مت کرو۔ کیا تم پسند کرتے ہو کہ تم اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھاؤ۔ کھانا تو کیا۔ تم تو اس سے کراہت کروگے۔ غیبت کی مثال مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے دیکر یہ بھی بتایا ہے۔ کہ مردہ جسطرح اپنی حفاظت نہیں کر سکتا اسیطرح جسکی غیبت کیجائے۔ وہ تردید نہیں کر سکتا۔ اور اپنی برائی کا خیال لوگوں کے دلوں سے دور نہیں کر سکتا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں دماءکم واموالکم واعراضکم پھر آگے فرمایا حرام کہ تمہارے خون اور تمہارے مال اور تمہاری عزتیں سب حرام ہیں۔ یعنی کسی کی عزت کو بٹہ لگانا بھی حرام ہے۔ پھر معراج کی شب آنحضرتؐ نے جہنم کا نظارہ دیکھا کہ ایک شخص ہے جو وہ اپنے ناخنوں سے اپنے منہ کو نوچ رہا ہے اور اسکے چہرے سے خون اور پیپ بہ رہی ہے آپ نے حضرت جبرائیلؑ سے پوچھا یہ کون ہے تو انہوں نے بتایا کہ یہ وہ شخص ہے جو غیبت کیا کرتا تھا۔ گویا جسطرح مجذوم کو ہم یہاں پہچان لیتے ہیں۔ وہاں غیبت کرنیوالا الگ اور نمایاں طور پر پہچان لیا جائیگا۔ ایک صوفی کا قول ہے کہ عذاب قبر کے تین حصے ہیں (۱) حصہ غیبت کے بدلے (۲) پیشاب کے چھینٹوں سے بچنے کیلئے احتیاط نہ کرنے کے بدلے تیسرا حصہ کسی اور وجہ سے انہوں نے بتایا ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے اس بات کو انہوں نے احادیث سے ہی اخذ کیا ہے۔ چنانچہ ایکدفعہ رسول کریمؐ نے دو قبروں کے پاس سے گذرتے ہوئے فرمایا۔ کہ انہیں جو لوگ دفن کئے گئے ہیں۔ انہیں دو معمولی باتوں کی وجہ سے عذاب دیا جا رہا ہے یعنی ایسی باتوں کی وجہ سے جن سے بچنا بہت آسان تھا۔ ایک کو تو اس لئے کہ وہ غیبت کیا کرتا تھا اور دوسرے کو اس لئے کہ پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا۔ غرض غیبت ایک بہت ہی بُرا اور بہت بڑا گناہ ہے اور یہ ایسا گناہ نہیں جو چھوڑا نہ جا سکتا ہو۔ مگر یہ ایک آدھ شخص کے چھوڑنے سے دور نہیں ہو سکتا بلکہ عام طور پر لوگ اسکے خلاف کوشش کریں۔ تو یہ مرض دور ہو سکتا ہے۔ اسکے ترک کرنیکا بہترین طریق یہ ہے کہ اگر کسی مجلس میں کوئی شخص کسیکی غیبت کرنے لگے تو اسے روک دیں۔ یا بیزار ہو کر اس مجلس سے اٹھ کھڑے ہوں۔ اور اس کی باتیں نہ سنیں۔ اسطرح یہ مرض

حیاتِ کاملہ

(نمبر ۷)

(از جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب۔)

میں حیات کے متعلق بحث کرتے ہوئے پہلے بتا چکا ہوں کہ کائنات سماویہ و ارضیہ میں اس کا مظہر حرکت ہے۔ اور انسان میں بھی ہم حیات کو خواہ اس کے باطنی افکار و خیالات و احساسات و جذبات ہوں۔ خواہ اس کے ظاہری افعال ہوں۔ ایک حرکت کی صورت میں محسوس و مشہود کرتے ہیں انسان بھی اور کائنات میں سے ایک ممتاز ہستی ہے اس کی تاریخی حیات پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آج جو انسان ہے۔ وہ وہ انسان نہیں۔ جو آج سے سات آٹھ ہزار برس پہلے تھا۔ یعنی وہ انسان جو اپنی بود و باش اور کھانے پینے میں ایک حیوان سے مشابہ ہوتا تھا جنگل کے سبز گھاس پات اور کچے پھل ترکاریاں اس کی غذائیں تھیں۔ پہاڑوں کی غاریں اور درختوں کی کھوہیں اس کا جائے پناہ تھا۔ اس کا الف ننگا بدن گرمی سردی کی سختیاں ویسے ہی جھیلتا تھا جیسے ایک دوسرا حیوان۔ لیکن اس عرصہ دراز میں اس نے نہ صرف اپنے کھانے پینے رہنے سہنے اور اپنے لباس و پوشاک میں عظیم الشان تبدیلی پیدا کی ہے۔ بلکہ اپنی ہر قوت کو اس نے حیرت انگیز طور پر بڑھایا ہے۔ آنکھ کی قوت کو دوربینوں اور خوردبینوں سے ایسا تیز کیا ہے کہ دور سے دور اور باریک سے باریک کائنات کو دیکھ لیا ہے۔ کان کی شنوائی کو اسقدر زیادہ کر دیا ہے۔ کہ آج وہ ہزاروں میلوں کے فاصلہ پر ایک دوسرے انسان سے گفتگو کر رہا ہے۔ اپنی حرکت و نقل میں اسقدر وسعت پیدا کر لی ہے کہ سینکڑوں میلوں کا طے کرنا اس کے چند گھنٹوں کی پرواز ہے اپنی عقل و فکر کو اس قدر وسعت دی ہے کہ اجرام فلکیہ کے حجم اور ان کا مادہ اور ان کے خواص اور سرعت رفتار کی کمی بیشی بھی سو ٹر وغیرہ وغیرہ کا حساب و پیمائش سب کا سب بے تختا یہاں زمین پر بیٹھا ہوا کر رہا ہے۔

یہی نہیں۔ بلکہ اُس نے جہاں جہاں ہاتھ لگایا ہے۔ اسمیں عظیم الشان انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ ویرانوں کی چوٹیوں کو تہ و بالا کر کے خوبصورت سے خوبصورت محل اور قصر بسائے جنت نشان نمایاں کر دئے ہیں۔ جہاں پانی کا نام و نشان نہ تھا۔ وہاں پانی ہی پانی اور سبزہ زار خوش منظر دکھا رہا ہے۔ اس کے پیدا کردہ انقلاب کا تماشا اگر دیکھنا ہو۔ تو یورپ کے کسی بڑے شہر میں اور اس شہر کے کسی بڑے کارخانہ میں جاؤ۔ اور دیکھو کہ مشینیں کس طرح اس کے لئے کھیتی اور فصل کے کاٹنے اور اناج و غلہ جات کے تیار کرنے اور اس سے مختلف قسم کی غذائیں تیار کرنے میں مشغول ہیں۔ کس طرح ان کے ذریعہ سے اس کے رنگ برنگ اور قسما قسم کے فیشن کے لباس بُنے اور سیئے جا رہے ہیں۔ کس طرح ان کے ذریعہ سے ہزاروں من کا لوہا ایک آن میں پانی کی طرح پگھلایا یا روئی کی طرح نرم کیا جا رہا ہے۔ کس طرح ہزاروں منوں کا بوجھ زمین سے اُٹھا کر بلند چھتوں اور بلند چھتوں سے اٹھا کر زمین پر اور ایک جگہ سے دوسری جگہ آناً فاناً پہنچایا جا رہا ہے۔ یورپ کے کارخانوں میں جا کر دیکھو تو معلوم ہو گا کہ انسان کے ایک بٹن دبانے سے سینکڑوں مشینیں اس کے لئے اس کی مرضی کے مطابق خاطر خواہ کام کر رہی ہیں۔ اور زبان حال سے یہ کہہ رہی ہیں کہ انسان نے بے جان ہیولے میں بے حس و حرکت مادے میں زندگی کی روح پھونک دی ہے۔ اور وہ ان موجودات کے سامنے یوں ظاہر ہوا ہے کہ گویا وہ اُن کا خدا ہے اور وہ اس کی مخلوق اور عنقریب وہ زمانہ آتا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ جب انسان زمین کی ساری طاقتوں کو مسخر کر کے ایک عظیم الشان ہستی میں جلوہ افروز ہو گا۔ اور اس زمین پر ایک غیر متصور انقلاب آئیگا۔

یہ سب انقلاب انسان کے ہاتھ سے کیوں مقدر ہُوا۔ اس کے اندر وہ کیا راز پوشیدہ ہے۔ جو اسے سب موجودات پر ممتاز کرتا جا رہا ہے۔ وہ کیا چیز ہے جو آج انسان سے مفقود ہو جائے تو وہ الٹے پاؤں جنگل کا جیسا تھا۔ ویسا کا ویسا ایک حیوان رہ جائے وہ کیا شے ہے۔ اگر وہ آج اس میں سے معدوم ہو جائے تو اس کے سارے تنظیمات کا شیرازہ بکھر جائے۔ اور دنیا میں ایک ہولناک ہلاکت کا محشر برپا ہو جائے۔ وہ شعور اور ادراک و علم ہے۔ جو انسان کو خاص کر عطا ہوا ہے۔ اور جس کے ذریعہ سے وہ ہر شے سے ممتاز ہے۔ اور ہر شے میں تصرف کر رہا ہے۔ یاد رکھئے کہ دنیا میں محض قوت کچھ شے بھی نہیں۔ جب تک کہ اس کے ساتھ ادراک و علم نہ ہو۔ اور خالی علم کوئی شے بھی نہیں اگر اس کے ساتھ قدرت کا تصرف نہ ہو۔ علماء کہتے ہیں کہ سارے کائنات کے نظام کی حرکت ایک قوت کے بس پر ہے۔ لیکن محض قوت بلا ادراک و علم کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتی۔ علماء کہتے ہیں۔ کہ یہ ساری کائنات ایک وقت میں حالت ہیولے میں تھی۔ اور اس کی کوئی منتظم صورت نہ تھی۔ پھر آہستہ آہستہ اس میں انقلاب آتا گیا۔ یہاں تک کہ وہ کچھ ہو گیا جسے آج ہم ایک محکم نظام کی صورت میں مشاہدہ کر رہے ہیں مگر مادہ اور ہیولے میں کوئی بھی انقلاب نہیں آسکتا جبکہ اس کے ساتھ علم و قدرت کے محرک نہ ہوں۔ اس بات کی سب سے بڑی شہادت خود انسان کا وجود ہے جو باہر سے نہیں۔ بلکہ خود نیچر میں سے ایک ہستی ہے اور اس کی تاریخ حیات اسبات پر واضح دلیل ہے کہ علم و ادراک و قوت کے بغیر کوئی عمدہ انقلاب واقع نہیں ہو سکتا۔ غرض یہ عالم جہاں قوت و حرکت و حیات کا پتہ دے رہا ہے۔ وہیں یہ بھی بتا رہا ہے کہ ان کے ساتھ ایک علم کامل بھی چاہیئے۔ جو کہ علوم کا سرچشمہ ہو۔ انسانی علوم جتنے کہ ہیں وہ انسان کے ساختہ پرداختہ نہیں۔ بلکہ وہ سب اُس وقت بھی موجود تھے۔ جب انسان نہیں تھا۔ اور انسان نے اگر جو کچھ کیا ہے۔ وہ صرف یہ کیا ہے۔ کہ اس نے انہیں دریافت کیا ہے۔ بس انسان اور اس کے ساتھ دوسری موجودات سب کی سب یہ بتلا رہے ہیں کہ ایک حیات کاملہ ہے اور وہ ساری حیاتوں اور قوتوں اور قدرتوں اور علموں اور حرکتوں کا منبع ہے۔

غرض اس عالم عام پر نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ ہر ہر ذرہ وجود ایک حیات ایک قدرت ایک علم کا

مظہر ہے۔ اور وہ حیات اپنی ذات میں لامحدود ہے۔ ساری زندگیوں کا وہ مصدر ہے۔ ساری قدرتوں کا وہ منبع ہے۔ سارے علوم کا وہی سرچشمہ ہے۔ اس کے وجود سے سارے وجودوں کا قیام ہے۔ اسی کے دینے سے یہ سب کچھ ہے۔ اسی حیات کُل کو قرآن حکیم ہدیں الفاظ بیان کرتا ہے۔ اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم لا تاخذہ سنۃ ولا نوم لہ ما فی السمٰوات و ما فی الارض۔ یعنی اللہ ہی معبود ہے۔ اور کوئی نہیں وہی اصل میں زندہ ہے۔ زندگیوں کا سرچشمہ ہے۔ اور تمام موجودات کے بقا کا سبب۔ وہ ایک دم بھی غافل نہیں۔ زمین کی موجودات اور ان بلندیوں کی کائنات سب کی سب اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔

وسع کرسیہ السمٰوات والارض ولا یؤدہ حفظھما وھو العلی العظیم۔ اس کے علم اور اس کے سلطان نے سارے عالم کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ اسی کے وجود کی طفیل یہ سارا عالم محفوظ ہے۔ اور وہ ذات اس کی حفاظت کرنے سے کبھی تھکتی نہیں وہ ذات بہت ہی عالی جناب ہے۔ اور صاحب عظمت۔

خلاصہ آیات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وجود ہی اصل اور مستقل زندگی ہے۔ اور باقی زندگیاں صرف اس کا مظہر اور ظل ہیں۔ اور اپنی ذات میں مستقل اور باقی رہنے والی نہیں۔ اس لئے اگر انسان کا مقصد کوئی حقیقی زندگی ہے۔ تو وہ اس کی اپنی حیات دنیا نہیں ہونی چاہیئے کیونکہ وہ ناپائدار ہے بلکہ وہ زندگی مقصود بالذات ہونی چاہیئے۔ جو لازوال ہے۔ حیات فردیہ اور حیات اجتماعیہ پر بحث کرتے ہوئے میں بتلا چکا ہوں کہ انہیں سے ایک بھی اپنی مستقل ہستی نہیں رکھتی۔ ایک کا بقا دوسرے پر اور دوسرے کا بقا کسی اور شے پر ہے۔

یہ زمینی زندگیاں اپنی بے استقلالی اور زوال پذیر ہونے کی وجہ سے یہ تقاضا کر رہی ہیں کہ ان کو باقی رکھنے کیلئے کوئی اور بالا مستقل زندگی ہونی چاہیئے۔ جیسے یہ فنا ہو کر اسی قانون کے ماتحت باقی رہ سکیں۔ جس قانون کے ماتحت بائیسکل کی مرکزی حرکت عود فی حرکت میں غائب ہو کر باقی رہتی ہے۔

ایک ہی قانون ہے جو ہر جگہ عمل کر رہا ہے۔ یہ ایک ہی مشیت ہے۔ جو ہر مکان میں جلوہ افروز ہے اور وہ قانون یہ ہے کہ ہر زندگی کے بقا کے لئے موت کا ہونا ضروری ہے۔ اور اس موت کے متعلق قانون الٰہی یہ ہے کہ ادنیٰ حیات اعلیٰ حیات کیلئے قربان ہو جائے۔ یہ یاد رکھئے اور خوب سمجھ کر یاد رکھئے کہ جب تک ادنیٰ زندگی اپنے اعلیٰ زندگی کے لئے قربان نہیں ہوگی۔ اس زمین میں کوئی بھی حیات قائم نہیں رہ سکتی ہر فانی اور غیر مستقل حیات کا یہ خاصۂ طبیعت ہے یہ تقاضا ہے۔ کہ اس کے بقا کے لئے کوئی نہ کوئی موت کا سامان بھی موجود ہو۔ ضرور کسی نہ کسی موت میں اس کی حیات ہو۔ مثال کے طور پر حیات نباتات کو لیجئے۔ اگر نباتات میں سے ایک درخت کے سارے بیج اگتے پھولتے اور پھلتے اور پھر بیج در بیج پیدا کرتے اور وہ پھولتے پھلتے اور پھیلتے جاتے۔ اور ان کے لئے کوئی موت کا سامان نہ ہوتا تو آج دنیا میں صرف درخت ہی درخت ہوتے۔ اور وہ درخت اسقدر ہوتے اور اسقدر زیادہ ہوتے۔ کہ زمین کی ساری طاقتیں ان کی زندگیوں کو سنبھالتے سنبھالتے بالکل ختم ہو جاتیں اور آخر کار یہ ہوتا۔ کہ درخت ضروری غذا کے نہ ملنے سے سوکھ سوکھ کر مر جاتے۔ اور اس طرح نباتات کی زندگی کا بالکل خاتمہ ہوتا۔ یہ اسلئے کہ نباتی زندگی کی خاصیت یہ ہے کہ وہ بذات خود زندہ نہیں رہ سکتی اس کی زندگی کوئی مستقل زندگی نہیں کہ بغیر زمینی اور آسمانی قوتوں کے زندہ رہ سکے۔ اس لئے الحی القیوم خدا نے حیات نباتات کو زندہ رکھنے کے لئے موت کو تجویز کیا۔ اور اس کی موت کے لئے سینکڑوں اور سینکڑوں سامان پیدا کر دیئے۔ اور یہ سب کچھ اللہ نے کیا کہ تا حیات نباتات دنیا میں قائم رہے۔ غرض حیات کے بقا کے لئے موت کا ہونا ضروری ہے مثال کے طور پر حیوانات کی زندگی کو لیجئے اگر ان میں سے ایک حیوان کی نسلوں کو زندہ رہنے اور پھیلنے دیا جاتا۔ اور ان کے لئے کوئی موت کا سامان نہ ہوتا۔ تو اس حیوان کی تعداد زمین پر اسقدر بڑھتی

اور اس قدر زیادہ ہو جاتی۔ کہ آخر الامر میں اس کی زندگی کے قائم رکھنے کے زمینی اسباب اور قوتیں اس کی زندگی کو سنبھالتے سنبھالتے بالکل فنا ہو جاتیں۔ اور نتیجہ یہ ہوتا۔ کہ نہ کوئی حیوان رہتا۔ اور نہ اس جیسی کوئی اور حیوانی زندگی کا نام و نشان رہتا۔ اس لئے الحی القیوم خدا نے حیوانی زندگی کو باقی رکھنے کے لئے موت کو اس طرح پیدا کیا۔ کہ ادنےٰ حیوان کو اعلیٰ کی غذا بنا کر اُسے اس کا شکار بنا دیا۔ یہ سب کچھ اس لئے ہوا۔ کہ حیوانوں میں سے کسی حیوان کی بھی زندگی مستقل زندگی نہیں تھی۔ اور محض اس لئے کہ وہ حیوانی زندگی باقی رہے۔ انہیں سے ادنیٰ کو اعلےٰ کے لئے قربان کر دیا۔ مثال کے طور پر انسانی حیات کو لیجئے۔ زندگی کے عام قانون کے ماتحت اگر انسانی زندگی کی حد بندی کرنے کے لئے کوئی موت کا سامان نہ ہوتا تو انسان بڑھتے بڑھتے اسقدر بڑھتا اور اسقدر زیادہ ہو جاتا کہ آخر میں یہ زمین اور اس کی غذائیں اور قوتیں اس کی زندگی کو ہرگز سنبھال نہ سکتی۔ اور ضرور کبھی نہ کبھی وقت وہ ختم ہو جاتیں۔ اور نتیجہ یہ ہوتا کہ انسان مر مر کر خاک زمین میں ملیا میٹ ہو جاتے اور اس طرح انسانی حیات کا بھی انتشار ہو جاتا۔ اس لئے الحی القیوم خدا نے انسانی حیات دنیا کو قائم اور باقی رکھنے لئے موت کو تجویز کیا۔ اور اس کی موت کیلئے گوناگوں سامان پیدا کر دیئے۔

پس زمین کی مختلف حیاتوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ غیر مستقل اور فانی حیاتیں ہیں۔ اور جو انتظام کہ ان کے باقی رکھنے کے لئے کیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی زندگی مستقل حیات کاملہ ہے جو کہ ساری حیاتوں کا مبدا اور ان کا قیوم ہے اس حیات کاملہ نے اپنے کامل علم سے یہ موت کا نظام جو کہ ہمیں نظر آ رہا ہے۔ قائم کیا ہے۔ جہاں اس ساری ہستی کے ذرے ذرے سے ایک کامل زندگی کامل علم کامل قدرت کامل حکمت کا پتہ چلتا ہے ایسا ہی یہاں ہر کی قانون زندگی معلوم ہوتا ہے کہ زمینی زندگی کی بقا کے لئے ضروری ہے کہ موت ہو [illegible] قانون میں مستثنیٰ نہ حیوان اور نہ ہی انسان

لیکن انسانی زندگی کے [illegible] موت کے [illegible] ایک خاص امتیاز ہے جو دوسری زندگیوں میں نہیں [illegible]

نہیں دیکھا ہوگا کہ بھیڑیا بھیڑیے کو اور شیر شیر کو کھائے ہمیشہ بھیڑ بکری یا اس جیسے غریب مسکین حیوان کو کھائیگا اور شیر بھیڑیے گویا اپنے سے کمزور حیوان کو چیرے پھاڑیگا۔ مگر بنی نوع انسان میں یہ عجیب خاصہ ہے کہ قوی انسان کمزور انسان کو اپنی زندگی کے بقا کی خاطر ہلاک کرنے میں کبھی دریغ نہیں کریگا۔ اور قوی قوم کمزور قوم کے خون کو چوس کر موٹا تازہ رہنے کیلئے اسکو ہمیشہ سر کرنیکی کوشش میں رہیگی۔ اور جونہی کہ وہ رقبۂ غلامی سے اپنی گردن کو نکالنے کیلئے ہاتھ پاؤں ماریگی۔ وہ زبردست قوم اُسے تہ تیغ کردیگی۔ اور ڈارون کہتا ہے اور میں عنقریب بتاؤنگا کہ وہ کہاں تک صحیح اور کہاں تک غلط کہتا ہے۔ کہ اس انسانی تنازع حیات میں انسانی ترقی کا سارا راز پنہاں ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ شیر جو ابتک شیر ہی رہا اور اسکی حالت میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی اسکی وجہ یہ ہے کہ شیروں کے درمیان کوئی جنگ جدال نہیں اگر ان میں سے قوی کمزور کو ہڑپ کرجاتا تو کمزور شیر نابود ہوجاتے۔ اور قوی شیر ہی باقی رہتے پھر ان قوی شیروں کے درمیان سلسلہ تناسل شروع ہوتا اور ان سے زیادہ تنومند اور زیادہ قوی شیر پیدا ہوتے اور جب وہ بڑھتے اور پھیلتے اور اُنکے درمیان تنازع حیات کا میدان سرگرم ہوتا تو ان قوی شیروں میں سے جو زیادہ قوی شیر اور شیرنی ہوتیں وہ غالب ہوکر باقی رہتیں۔ اور اسی طرح ہوتے ہوتے اس تنازع لبقا اور تناسل کے ذریعہ سے ہر زمانہ میں عمدہ سے عمدہ شیر پیدا ہوتے جاتے اور اُن میں انسانی جیسا سلسلۂ ارتقا جاری رہتا مگر حیوانات میں یہ سلسلہ اب نہیں رہا۔ اور بحرت انسانی اجتماع میں یہ جنگ وجدال اور قتال زندگی کے بقا کے لئے موجود ہے جسکا نتیجہ یہ ہے کہ ہر صدی میں وہ قوم جو اپنے اندر زندہ رہنے کیلئے زیادہ قابلیت رکھتی ہے۔ عقل وطاقت سے اُسے وافر حصہ ملا ہوا ہے۔ ایک کمزور قوم پر غالب آکر یا تو اُسے آہستہ آہستہ اپنے اندر جذب کرلیتی ہے یا اُسے مٹا دیتی ہے۔ اور اس سارے تنازع کا مجموعی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اجتماع بشری روز بروز ترقی کر رہا ہے۔ یہ ہے خلاصہ قول سلسلۂ ارتقا کے دعویداروں کا +

ہمارا صنعتی کارخانہ

الحمدللہ کہ ہمارا صنعتی کارخانہ جسے گزشتہ ماہ سے سیالکوٹ میں کھولا گیا ہے اور ارادہ ہے کہ ایک سال کے بعد اُسے قادیان میں منتقل کرلیا جائے۔ کامیابی کیساتھ چل پڑا ہے۔ اور ایک ہی ماہ کے اندر صرف اپنا خرچ خود سنبھالنے کے قابل ہوگیا ہے۔ بلکہ پنجاب کے نرخوں کے لحاظ سے پونے تین سو کے قریب نفع بھی دکھلا دیا ہے میں احباب کو تحریک کرتا ہوں کہ وہ اس موقع کو غنیمت سمجھکر فائدہ اٹھادیں۔ اور اپنی اولاد کو اپنے ہاتھ سے کماکر مستقل اور خوشحالی زندگی بسر کرنے کے لئے تیار کریں۔ اپنے ہاتھ سے کمانا عار نہیں بلکہ فخر ہے۔

جہاں میں احمدیہ دارالصناعت کی موجودہ کامیابی پر خوشی کا اظہار کرتا ہوں وہاں میں سید انعام اللہ شاہ صاحب کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور ان کے لئے احباب سے خاص دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ کیونکہ وہ بڑی جانفشانی اور اخلاص اور جوش سے دارالصناعت کے کام کو خود اپنا کام سمجھکر اسکی ترقی میں شب و روز مشغول ہیں۔

ناظم تجارت وحرفت قادیان

تالیف واشاعت کا بک ڈپو
اور
احباب کا شکریہ

میں ان احباب کا خاص طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے بک ڈپو کے متعلق میری تحریک کو قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ اگر احباب بک ڈپو کے کتابوں کی خرید و فروخت میں اسطرح مدد دیتے رہے تو مجھے یقین ہے کہ ایکسال نہیں گزریگا۔ کہ ہمارے آقا حضرت مسیح موعود کی نادر کتابوں کے دوبارہ طبع کرنے کیلئے ہمارے پاس کافی سرمایہ جمع ہوجائیگا۔ صیغہ تالیف واشاعت کی یہ شاخ ایک نہایت مثمر شاخ ہے۔ جسکی طرف احباب نے ابھی تک توجہ نہیں کی۔ امید ہے۔ کہ وہ بھی دوست جنہوں نے ابھی تک میری مساعی خرید و فروخت کے متعلق کوئی غور نہیں کیا۔ غور کرینگے اگر وہ بک ڈپو کی کتابوں کی خرید و فروخت کرنیکی طرف توجہ کرینگے تو دوہرے طور پر اعلیٰ خدمت کو ادا کرینگے

ناظر تالیف واشاعت قادیان

یاالٰہی خیر — یاالٰہی خیر

ہمارے سرمہ کا استعمال ضروری ہے

یا اگر آپ چاہتے ہیں کہ چشموں کی ضرورت نہ پڑے آنکھوں کی نظر تیز ہو۔ گردوں سے بچیں۔ جالا پڑوال سے بچیں موسم گرما میں آنکھیں خراب نہوں۔ غرض آنکھ کی ہر قسم کی بیماری سے بچنا چاہتے ہیں۔ تو ہمارا سرمہ ایکدفعہ ضرور استعمال کریں اگر متواتر استعمال آٹھ روز تک کرو تو بینائی میں فرق نہ آئے کچھ بھی فائدہ نہو تو سرمہ واپس کرکے پوری قیمت واپس کروالیں۔ ہمارے سرمہ سے بہت لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے۔

کچھ نمونہ کے طور پر ذکر کرتا ہوں۔ حضرت خلیفہ ثانی کے اہل بیت۔ حضرت ام المومنین۔ حضرت میاں شریف احمد صاحب اور اہل بیت اور اہل بیت جناب میر محمد اسحٰق صاحب۔ وڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب۔ برادر نیاب محمد صاحب مہاجر خادم صاحبزادہ شریف احمد۔ مائی کاکو خادم اہل بیت۔ نور محمد صاحب خادم اہل بیت عبدالرحیم صاحب پٹھان مہاجر۔ مولوی غلام رسول صاحب پٹھان مہاجر برادر محمد الیاس صاحب پٹھان مہاجر۔ قطب الدین صاحب ضلع جہلم۔ عمر بخش صاحب نائی قادیان۔ جناب محمد حسین صاحب احمدی سب اورسیر ملٹری۔ کریم بخش صاحب پٹواری۔ میاں فخرالدین صاحب احمدی مالاباری میاں محمد شفیع صاحب سب اورسیر۔ جناب رحمت اللہ صاحب سابق وزیر ریاست انب۔ حکیم محمد عمر صاحب حاجی عبداللہ خاں صاحب پنشنر سرگودہا میاں محمد ابراہیم صاحب سب پوسٹ ماسٹر کوہاٹ اگر سب لوگوں کے نام درج کئے جاویں تو ایک علیحدہ کتاب کی ضرورت پڑتی ہے۔ لہذا اس پر بس کرتا ہوں۔

کلاہ لنگیاں۔ ہر قسم کی لنگیاں۔ ریشمی۔ مشہدی۔ پشاوری۔ سوتی۔ ہر قسم کے کلاہ۔ ۱۲/ قیمت سے لیکر ۱۵ روپیہ تک یہاں سے مل سکتے ہیں۔ المشتہر

احمد نور کابلی مہاجر قادیان پنجاب

جرمن

کے مشہور معروف میکر کی بنی ہوئی سلائی کی گرز مشین پھر کسیدار جو تعداد میں ۰۰ ہر روز مکمل طیار ہوتی ہے۔ جس کے پرزے پائدار اور اعلیٰ کام دینے والے درزیوں کے لئے نہایت پسندیدہ جسمیں ہر ایک قسم کے کپڑے سینے والی الگ الگ نمبر کی سوئی اور رہنما کتاب۔ مفصلہ ذیل پتہ سے ارزاں ملسکتی ہے جواب طلب امور کیلئے ۱/ کا ٹکٹ یا جوابی کارڈ آنا چاہیئے۔

نور الدین بشیر محمد تاجران قادیان

بنارسی تحفے

ہر قسم کے بنارسی کپڑے دوپٹے (زنانہ مردانہ) ساڑیاں عمامے۔ کمخواب تھان۔ کالنسی پیلک موزے سلک گوٹہ بچکے۔ تبری بنارسی پائیدار فینسی چوڑیاں لکڑی اور پیتل کے کھلونے وغیرہ وغیرہ کفایت سے فور آمل سکتی ہیں۔ ایکبار آزمائش کی ضرورت ہے۔ فہرست کارڈ طلب فرمائیے۔ اور آرڈر کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیجئے

احباب اینڈ کمپنی بنارس چھاؤنی

اطلاع

ناظرین کو معلوم ہے کہ ہمارے ہاں عرصہ سات سال سے عرف مشین سیویاں ایجاد کردہ فضل کریم عبدالکریم قادیان پنجاب تیار ہوتی ہے۔ جسکو بوجہ نہایت کارآمد ہونے کے پبلک نے نہایت پسند کیا ہے اسکی مقبولیت کا ثبوت یہ ہی کافی ہے۔ کہ قلیل عرصہ میں قریباً بارہ ہزار فروخت ہو چکی اب ہم نے حال میں مشین آہنی کے ساتھ ایک ایسا پرزہ لگایا ہے کہ مشین کو جہاں مرضی ہو لگا کر کام لے سکتے ہیں۔ قیمت بھی صرف چھ روپیہ ہے۔

المطلع منیجر کارخانہ مشین سیویاں۔ قادیان پنجاب

مولانا مولوی حکیم نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح اول کے در منثور کلمات ملفوظات جو وقتاً فوقتاً اخبار بدر میں چھپتے رہے ہیں ایک رسالہ کی صورت میں ہدیہ ناظرین ہیں۔ قیمت ۵/

چٹھی مسیح مولویانہ چٹھی مسیح ابن مریم دل ستے اوسدا جواب پنجابی نظم مصنفہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب ترگڑی۔ قیمت ۱/

دلائل حقہ بر مسائل حقہ مصنفہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب پنجابی نظم حقہ پینے کے نقصان اور ممانعت از جانب حضرت مسیح موعودؑ نہایت مدلل طور سے بیان کی ہے ۲/ تینوں کتابیں متذکرہ بالا ہر ایک تاجر کتب قادیان سے ملسکتی ہیں

احمدی وغیر احمدی میں کیا فرق ہے فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نہایت عمدہ وسفید کاغذ لکھائی چھپائی عمدہ قیمت صرف ۱/

لغات القرآن جسمیں تمام قرآن مجید کی لغتیں سلسلہ وار درج ہیں قیمت عہ/

المشتہر شیخ رحیم بخش احمدی تاجر کتب منڈی باغ اوارہ امرتسر

مباحثہ سرگودہا کی آخری اطلاع

یہ مباحثہ جناب سید محمد اسحٰق صاحب مولوی فاضل و مولوی فاضل ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اہلحدیث کے مابین ہوا اور ابتک طبع نہوا تھا۔ اس مباحثہ میں پہلے مسئلہ نبوت بعد آنحضرت پر بحث ہے پہلا پرچہ مولوی ثناء اللہ کا ہے اسکا جواب سید محمد اسحٰق صاحب کیطرف سے پھر جواب الجواب مولوی ثناء اللہ کیطرف سے پھر تردید جواب الجواب سید محمد اسحٰق صاحب سے۔

اسکے بعد صداقت مسیح موعود پر پہلا پرچہ سید محمد اسحٰق صاحب کا ہے اسکی تردید مولوی ثناء اللہ صاحب کیطرف سے جواب الجواب سید صاحب سے اسپر جرح کا آخری پرچہ مولوی ثناء اللہ صاحب جسپر ہمارے سرسری نوٹ حاشیہ پر ہیں۔ یہ تمام مباحثہ تحریری ہے۔ اور بہت پر زور ہے احمدی احباب کو چاہیے کہ جلد منگوالیں ۴۲ صفحے۔ ۸/ قیمت ہے۔ صرف ایک جلد وی پی منگوانیپر ۱۲/ خرچ ہوتے ہیں۔ ۸/ کے ٹکٹ بھیجدیں یا اسکے ساتھ وہ مباحثہ تحریری بھی منگوالیں جو سید محمد اسحٰق صاحب و حکیم محمد حسین مرہم عیسیٰ کے درمیان مسئلہ ختم نبوت پر از روئے قرآن و حدیث ہوا۔

ہندوستان کی خبریں

علی برادران کیطرح معافی مانگ کر سب رہا ہو سکتے ہیں:- صوبجات متوسط میں ایک سوال کا جواب دیتے ہیں۔ مسٹر نیلسن نے بیان کیا کہ گورنمنٹ تیار ہے۔ کہ دفعات ۱۲۴ (الف) اور ۱۵۳ (ب) کے ماتحت جو مقدمات دائر کئے گئے ہیں انہیں واپس لیلے بشرطیکہ علی برادران کیطرح ملزمین تسلی بخش مواعید کریں اور نیک چالچلن کی مناسب ضمانت دیدیں۔ جو ملزمین سزایاب ہو چکے ہیں۔ اگر وہ بھی انہی شرائط کے ماتحت عرضداشت بھیجیں۔ تو ہمدردی کے ساتھ ان پر غور کیا جائیگا۔

نواح کراچی میں طوفان:- کراچی ۴- اگست گذشتہ بارشوں کیوجہ سے ملیر میں جو طوفان آئے۔ ان سے بہت سی مولشیوں کا نقصان ہوا۔ کچھ آدمی بھی ڈوب گئے گاؤں کے گاؤں بہ گئے۔ بہت سی زمین بالکل ناکارہ اور ناقابل کاشت ہوگئی۔ کلکٹر نے گورنمنٹ سے امداد کی درخواست کی ہے۔

اودھ کے لئے چیف کورٹ:- ہوم ممبر نے اعلان کیا ہے کہ وزیر ہند نے اودھ کیلئے ایک چیف کورٹ کا قائم کیا جانا منظور کر لیا ہے۔

دہلی کے سوداگروں کی درخواست مانچسٹر کے سوداگروں سے: دہلی کے سوداگران پارچہ کی ایسوسی ایشن نے مانچسٹر کے ایوان تجارت کو بجری تار روانہ کیا ہے کہ دہلی کی کسی انجمن نے مقاطعہ کا فیصلہ نہیں کیا۔ اسلئے دہلی کے اجارے مصالحت کی رو سے طے کئے جائیں۔

دھولپور کی جنگ ختم نہیں ہوئی:- بیان کیا جاتا ہے کہ ریاست دھولپور نے ضلع کا دھوکا نیز جبیر نی کے ایک قلعہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ مگر ابھی تک ریاست نے شرائط صلح پیش نہیں کیں۔ اندیشہ کیا جاتا ہے کہ جنگ پھر شروع ہو جائے۔

سردار سردول سنگھ اور پنڈت مالوی:- بقول ہمعصر پرتاپ پنڈت مدن موہن مالوی نے آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ میرے پاس اس بات کا تحریری ثبوت موجود ہے کہ ننکانہ کے معاملہ میں کچھ سرکاری افسروں کا ہاتھ تھا۔ میں نے اپنی خدمات اس مقدمہ کیلئے پیش کی تھیں۔ کاش سردار صاحب صفائی دیتے تو میں سرکاری گواہوں پر جرح کر کے دکھا دیتا کہ سرکاری افسر سردار صاحب پر مقدمہ کر کے کتنی بے انصافی کر رہے ہیں۔

غیر ملکی منی آرڈر کا محصول:- سرکاری اعلان ہے کہ غیر ملکی آرڈر پر ہر پانچ شلنگ کی رقم یا اسکی کسی کسر کے لئے محصول ایک روپیہ گیارہ آنے لیا جائیگا۔

یوروپین سکولوں میں ہندوستانیوں کے غیر مشروط داخلہ سے نقصان: یوروپین درسگاہوں کی امداد کم کرانے کی جو کوشش کیگئی۔ اسکو کرنل گڈنی صدر کانفرنس نے سخت خطرہ بتایا ہے۔ اور یہ رزولیوشن پاس کیا ہے۔ کہ ہندوستانیوں کیطرف دوستانہ روش کا اعلان کرتے ہوئے ہماری یہ رائے ہے کہ ہندوستانیوں کے غیر مشروط داخلے سے ہمارے سکولوں کے عیسائی اور یوروپین پہلو کو سخت نقصان پہنچیگا۔

لیجسلیٹو اسمبلی میں کام کی کثرت:- شملہ ۵ راگست معلوم ہوا ہے کہ اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں پندرہ غیر سرکاری مسودہ ہائے قانون ۹۱- رزولیوشن اور ۳۲۰ سوالات اینگلو انڈین اور یوروپین تعلیمی کانفرنس کی طرف سے پیش ہوں گے۔

ملزمان فسادو بہار و ارسشن سپرد:- بہار و اڑیسہ میں جو فسادات ہوئے ہیں انکے متعلق ۲۷ ملزمان کو سشن سپرد کر دیا گیا ہے۔

پے کلرک کے متعلق گرفتاریاں:- اس قتل کے متعلق جو کہ جی آئی پی ریلوے پر ہوا کئی آدمی گرفتار کئے گئے ہیں۔ جن میں یوروپین بھی ہیں اور روپیہ مل گیا ہے۔

مسٹر گاندھی کا صاحبزادہ عدالت میں نہیں گیا: کلکتہ کے انگریزی اخبار سٹیٹسمین نے جو خبر شایع کی تھی۔ مسٹر ہیرالال نے اسکی تردید کی ہے۔ کہ نہ انہیں کسی نے دھوکہ دیا نہ وہ عدالت میں گئے

دہلی بائیکاٹ سے متاثر نہیں ہوا:- بائیکاٹ کی تحریک سے دہلی پر زیادہ اثر نہیں ہوا۔ کپڑے کی تجارت جیسی پہلے تھی۔ ویسی ہی ہے۔ کوئی خاص کمی نہیں۔

جنوبی افریقہ کے مزدوروں کی واپسی کے متعلق سرکاری اعلان: سرکاری تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ گورنمنٹ نے واپس آنیوالے ہندوستانیوں کو یہ نہیں کہا کہ ان کو تیس روپیہ ماہوار کا کام دیا جائیگا۔ البتہ کرایہ کا وعدہ کیا ہے اور انکو ہندوستان واپس جانے کیلئے آمادہ

شاہزادہ ولیعہد اور پنجاب کونسل:- ۲- اگست کو پنجاب کونسل میں مسٹر جان مینارڈ نے رزولیوشن پیش کیا کہ یہ کونسل شاہزادہ ولیعہد کا تہ دل سے خیر مقدم کرتی ہے۔ جو پاس ہو گیا۔

ڈاک کا جہاز غرق مسافر بچ گئے: ۴- اگست- اراکان کمپنی کے جہاز بیڈ کو جو سیڈوے سے کیا لکیا کو جا رہا تھا- دریائے کالنڈانگ کے قریب حادثہ پیش آیا اور غرق ہو گیا۔ ڈاک اور مسافر بچائے گئے۔ حادثہ کیوجہ نہ معلوم۔

بمبئی بنک میں ۱۶ لاکھ کا غبن:- بمبئی ۴- اگست سی- آئی- ڈی- کے انسپکٹر سمتھ نے آج مجسٹریٹ کے سامنے درخواست پیش کی کہ دو ملزمان کے خلاف بمبئی بنک کو دھوکا دینے کا مقدمہ میں جو الزامات لگائے گئے ہیں۔ وہ واپس لئے جاتے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ کل سولہ لاکھ روپیہ غبن ہوا ہے۔ اور پولیس ابھی تک اس میں سے کچھ بھی برآمد نہیں کر سکی۔ مقدمہ ۱۰- اگست تک ملتوی کیا گیا۔

خلاف ورزی قانون کے متعلق مسٹر گاندھی کے خیالات: شملہ ۵- اگست ینگ انڈیا کی تازہ ترین اشاعت میں مسٹر گاندھی لکھتے ہیں کہ آل انڈیا کانگریس کمیٹی کا ہر ایک فرد تحریک خلاف ورزی قانون پر فریفتہ ہو رہا ہے۔ کیونکہ وہ اسے ہندوستان کے تمام مصائب کا یقینی علاج تصور کرتا ہے۔ میرا تو یہ عقیدہ ہے کہ وہ وقت عنقریب آنیوالا ہے کہ مجھے مجبوراً ہر ایک

ملکی قانون کی خلاف ورزی کرنی پڑیگی خواہ ایسا کرنے میں خونریزی کا یقین ہی کیوں نہ ہو۔

ایک وکیل کی موقوفی:۔ الہ آباد ۔ ۷۔ اگست بنارس کے ایک وکیل کو اس بنا پر وکالت سے موقوف کر دیا گیا ہے کہ اس نے ایک وصیت نامہ کو جعلی سمجھتے ہوئے بھی اسکی پیروی کی۔

سرحدی حملہ آوروں کے متعلق گورنمنٹ سے درخواست کالا باغ ۔ ۶۔ اگست۔ نارتھ ویسٹرن ریلوے ڈسٹرکٹ یونین نے ایک جلسہ کرکے گورنمنٹ اور ریلوے افسروں سے اپیل کی ہے کہ نہراگ سٹیشن ضلع میانوالی سے سرحدی ڈاکو جو تین آدمی اٹھا کر لیگئے ہیں۔ ان کو چھڑایا جاوے نیز سٹیشن ماسٹر کو کچھ معاوضہ دیا جاوے۔ جسکو ڈاکوؤں نے لوٹ لیا تھا۔

بمبئی پراونشل ریفارم کانفرنس:۔ بمبئی ۶۔ اگست بمبئی پراونشل ریفارم کانفرنس جسکا اجلاس ۲۹۔ اگست کو ہوگا۔ اسکی پریذیڈنٹ مسز بیسنٹ ہونگی۔

یوروپینوں کی تعلیمی کانفرنس:۔ شملہ ۶۔ اگست بعض صوبوں کی قانونی کونسلوں میں پچھلے دنوں یورپین سکولوں کی گرانٹ میں تخفیف کرنے کی کوشش کیگئی ہے۔ اس پر غور کرنے کے لئے یورپین کی ایک تعلیمی کانفرنس ہوئی جس میں مسٹر محمد شفیع ممبر تعلیم نے ایک طویل تقریر میں کہا کہ مجھے یقین ہے کہ ہندوستانیوں کی زیادہ تر تعداد سلطنت برطانیہ کے ساتھ تعلق رکھنا چاہتی ہے اگر اینگلو انڈین اور ہندوستان میں رہنے والے انگریز علیحدگی کا رویہ ترک کر دیں۔ اور ہندوستانیوں سے ملکر رہیں تو ان کا مستقبل قلت تعداد کے باوجود بھی بہت اچھا ہوگا۔

موجودہ پولٹیکل حالت پر گورنر بمبئی کے خیالات:۔ بنگام ۴۔ اگست گورنمنٹ کی خیر اہمن بیٹ کیطرف سے گورنر بمبئی کو ایک ایڈریس دیا گیا۔ جسکے جواب میں گورنر نے موجودہ پولٹیکل حالت پر اظہار خیالات کرتے ہوئے کہا کہ تقریر و تحریر میں گورنمنٹ پر جو حملے کئے جارہے ہیں وہ قانونی حدود سے تجاوز کر گئے ہیں۔ گورنمنٹ تحمل اور بردباری سے کام لے رہی ہے۔ لیکن قانون اور حکم کا احترام کرانا اسکا پہلا فرض ہے۔ گورنمنٹ ہرگز برداشت نہیں کریگی۔ کہ قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں کو سزا نہ ملے ورنہ نتیجہ بدنظمی اور طوائف الملوکی ہوگا۔

غیر ممالک کی خبریں

بکر سمیع بے کا خیر مقدم:۔ فرانس کے وزیراعظم موسیو برائنڈ نے یکم اگست کو حکومت انگورا کے سیاسی نمائندے بکر سمیع بے کا خیر مقدم کیا۔

لنڈن میں خشک سالی ختم نہیں ہوئی۔ لنڈن ۳۔ اگست۔ لنڈن کا محکمہ آبرسانی حیرت خیز اعلان کرتا ہے کہ لندن نے موسم خزاں کے ذخیرہ آب کا بھی بہت بڑا حصہ نوش کر لیا ہے۔ گھاس بالکل نابود ہوگئی ہے اور آتشزدگی کی کثرت ہے۔ ایک جگہ آگ لگ جانیسے دو سو ایکڑ درختوں گھاس اور جھاڑیوں کا ذخیرہ جل گیا۔ ایک جھیل بالکل خشک ہوگئی ہے۔ موسم سرما میں سبزی ترکاری اور بھی کم ہو جائیگی۔ جو اب ہی تجلا کی قیمت پر بک رہی ہے۔

روسی قحط زدگان کی امداد۔ لندن ۔ ۳۰ جولائی ۔ برقی تار مظہر ہے کہ میکسم گورکی اس درخواست پر کہ بیمار اور قحط زدہ روسیوں کی امداد کیجیئے۔ "بین الاقوامی انجمن برائے امداد اطفال" نے جس کا صدر مقام جنیوا ہے۔ کھانا۔ اور کپڑا تقسیم کرنا شروع کر دیا ہے۔ ماسکو نے بھی رعایتی چندوں کیلئے اپیل کی ہے۔

آئرلینڈ ہندوستان مصر کی ہمدردی میں ۱۵ ہزار حبشیوں کا اجتماع لنڈن ۲۔ اگست۔ نیویارک کی خبر ہے کہ حال میں یہاں پر ۱۵ ہزار حبشی سرخ سیاہ اور سبز جھنڈے لئے ہوئے اپنے محلے کے بازاروں میں ہنستے۔ شور و غل مچاتے گشت کرتے ہوئے پائے گئے ہیں یہ جھنڈے حبشیوں کے بین الاقوامی نشان ہیں۔ اسکے بعد یہ لوگ ایک جلسہ میں شریک ہوئے اور انھوں نے مسٹر لائیڈ جارج سے تار پر درخواست کی کہ وہ آئرلینڈ مصر اور ہندوستان کو آزاد کرانے میں اپنے اثر کو استعمال کریں۔ ایک پیام مسٹر ڈی ویلرا کو بھی بھیجا گیا اور وعدہ کیا گیا کہ آپکو مدد دیجائیگی۔

مشرق قریبہ کی پیچیدگیاں:۔ لنڈن ۔ ۲ اگست لنڈن کے سیاسی حلقوں میں بیان کیا جاتا ہے کہ بالائی سلیشیا کے مجوزہ جنگ جرمنوں کے خلاف کارروائی کرنے پر اظہار آمادگی کے مسائل سے زیادہ پیچیدہ مشرق قریبہ کا مسئلہ ہے۔

لارڈ ہارڈنگ اور موسیو برائنڈ کی ملاقات:۔ لنڈن ۳۱ جولائی اخبار ٹائمز کے نامہ نگار پیرس نے اطلاع دی ہے کہ سپریم کونسل کے جلسہ کی تاریخ ۸۔ اگست معین ہوگئی ہے۔

اٹلی اور بلجیم کو اطالوی گورنمنٹ کا وہ نوٹ پہونچ گیا ہے جسمیں موسیو برائنڈ کی یہ تجویز بیان کی گئی ہے کہ اتحادی سفرا برلن کو متفقہ طور پر جرمنی سے درخواست کرنی چاہیئے کہ اگر اتحادی فوجوں کو سلیشیا جانیکی ضرورت پڑے تو وہ اسکی نقل و حرکت کیلئے سہولتیں بہم پہنچائے۔

موسیو برائنڈ کے لارڈ ہارڈنگ سے بنفس نفیس ملاقات کرنیکا یہ نتیجہ ہوا ہے۔ کہ پہلے کے مقابلہ میں صورت حال بہت اچھی ہے۔ پہلے تو صورت معاملہ بہت نازک ہوگئی تھی

لسبن میں باغیوں کی ناکامی:۔ لنڈن ۲ اگست۔ اخبار میل کا نامہ نگار میڈرڈ سے بذریعہ تار اطلاع دیتا ہے۔ کہ ریگو سے یہ خبر موصول ہوئی ہے۔ کہ وہاں کی فوجی بغاوت فرو کیگئی ہے۔ اور گورنمنٹ نے حالات پر پوری طرح قابو حاصل کر لیا ہے۔ سخت سنسر کیوجہ سے براہ راست کوئی خبر موصول نہیں ہوئی ہے۔

شمالی سلیشیا میں کامل سکون لنڈن یکم اگست۔ تازہ ترین تاروں سے اطلاع ملی ہے کہ شمالی سلیشیا میں کامل امن و سکون ہوگیا ہے۔

وزیراعظم کی تجاویز اور سن فن لندن ۳ اگست ۔ ڈبلن کے ایک مراسلہ میں بیان کیا گیا ہے کہ مسٹر لائیڈ جارج کی تجاویز جو مسٹر ڈی ویلرا کے روبرو پیش کیگئی تھیں ابھی انپر سن فینوں کی نمائندہ جماعت نے غور و خوض نہیں کیا ہے مگر ڈیل ایرن (قومی نمائندہ جماعت) کے ایک بھرپور جلسہ میں ان تجاویز پر غور کیا جائیگا جلسہ مذکور میں جبر و تشدد کا شکار شدہ ہر ممبر بھی آزادانہ شریک ہو سکے گا۔ ڈیل ایرن نے قیدیوں کی رہائی کی درخواست نہیں کی ہے۔ بلکہ وہ عنقریب قیدیوں کے نام سمن جاری کرے گی جس کے متعلق امید کیجاتی ہے کہ حکام تعمیل کرینگے۔

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کیلئے شائع ہوا۔)